

امرت میں مسلم کا فرض منصبی اور اس کے انقلابی اثر

و

غیر اسلامی تہذیب اقتدار کے مرکزوں میں
مقیم مسلمانوں کی ذمہ داریاں

مولانا ایسید ابو الحسن علی ندوی

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ

(جلد حقوق بحق ناشر محفوظ)

باراول

١٤٩٢ - ١٩٩٢

كتابت _____
 خبر احمد کارووی
 طباعت _____
 لکھنؤ پیشگ ہاؤس (آفٹ)
 صفحات _____
 ۲۲
 قیمت _____
 باہتمام

محمد عیاث الدین ندوی
 طالب و ناشر

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ ۱۱۹
 لکھنؤ
 (ندوۃ العلماء)

پیش لفظ

پیغمبر حب مولانا بیز ابو الحسن علی حقی ندوی مظلہ العالی نے اسلام کو فاعلیت دینے پاک فیصلہ لیسٹر نسٹر برطانیہ میں ۱۹۹۷ء کا ایک جلسہ میں جو مولانا مظلہ کی تقریب سنتے کے لئے ہی بلا یا کیا تھا، کی اسی لیسٹر میں اور قرب بجوار کے مقامات کے منتخب لوگ تشریک ہوئے تھے جو حضرت مولانا مظلہ کو اسلام کو فاعلیت دینے کے ذمہ اروں نے فاعلیت دینے کے ایک اچھی اور صداقت کے مطابق جگہ ملنے پر وہاں منتقل کئے جانے کے تعاقب سے دعوتِ اسلامی کے موضوع پر منعقد کئے جانے والے تذکرہ علمی میں تحریک کی دعوت دیا گئی تھیں مولانا مظلہ ہر دن میں بھی صرف ویسا کیتا جائے کہ اپنے بیوی پونچ سکنے تھے جس کی بنا پر فاعلیت دینے کے مولانا مظلہ کی آئندہ برطانیہ پر فاعلیت دینے کی دعوت دی اور اس موقع پر یہ اجتماع رکھا۔

اسلامک فاؤنڈیشن دعوت و فکر اسلامی کے موضوع پر کام کرنے اور برطانیہ اور یورپ میں اس کے بھاطیں جدوچہ کرنے کے لئے چند مخلص اصحاب فکر مسلمانوں کی سال قبل قائم کیا، ان میں مشہد پاکستان کی ایک سروت صاحب فکر اور داعی اور پاکستان ہائیکورٹ کے رکن پروفیسر خوشیم حسن تھے اور وہی اس ادارہ کے صدر تھیں اداڑہ کے موجودہ ڈائیکٹر والٹر ناظر احمد صبیح ہیں اداڑہ ایک چھوٹے اسلامی بیرونی سے ترقی کر کے اب فکر و دعوت کے کئی پہلوؤں پر مشتمل آئی قدر را ادارہ بن چکا ہے اس سے متعدد مفید اور وقیع کتابیں شائع ہوئیں اور تحقیق علمی و دعوت اسلامی کے موضوع پر اچھا کام شروع ہو گیا ہے۔

مولانا ناظر اللہ نقیبیا بر سال برطانیہ میں قائم ایک و مرے مرکز اسلامی میں جو اکتوبر

میں اکسفورڈ مرکز مطالعات اسلامی کے نام سے ہے اور مولانا بدر ظلام اسکے بانی صدر بھی ہیں اس کے بعد سالانہ جلسہ انتظامی میں شرکیب ہوتے رہتے ہیں آکسفورڈ کا یہ مرکز آکسفورڈ ٹیوپرٹی سے علمی ربط ہے اس کے ساتھ قائم ہوا اور اس کے وقت بودھ میں مولانا بدر ظلام کے علاوہ عالم اسلام کی منظہن فرقہ میں علمی شخصیات اشامل ہیں اس طریقے سے برطانیہ میں کمی ادارے دعوت و تفاسیت اسلامی کی تشریفات کے لئے کام کرنے لگے ہیں جس سے مولانا بدر ظلام کو دیکھی ہے اور ان سے ٹری زیارات قائم کی جائیں ہیں۔

مولانا بدر ظلام سال گذشتہ بھی اپنی آمد آکسفورڈ کے موقع پر آکسفورڈ کے بعد بیسٹر میں اسلامک فاؤنڈیشن کے نئے، اور ایک بیفر و موثر موضوع پر تقریر کی تھی جوارہ و اوپریزی میں شائع ہوئی، سال روایتی مولانا بدر ظلام نے تقریر میانی مولانا نے اس تقریر پر قرآن مجید کے اُس جملہ کو موضوع بنایا جس میں مدینہ منورہ کی محض تعداد رکھتے والے مسلمانوں کو حاطی کر کے دعوت و تسلیع دین کے تعلق سے فرمایا گیا کہ "الاَنْقَعْلُونَ تَكُونُ فِتْنَةٍ فِي الْأَدْعِيَةِ وَهَسَادَ كَمْبُرَ، تَرْكُمْ لَوْگُوںْ نے اگر یہ تکیا تو اس زمین پر ٹری آزمائش اور یگارکی صورت پیدا ہو جائے گی" مولانا بدر ظلام نے اس کو حال کی محض جماعت دعوت و خدمت دین پر منطبق کرنے ہوئے توجہ دلائی اور اسکے لئے ان دعویٰ اداروں کی ذمہ اری اور اہمیت تیالی چھوپا رہی اندریوں میں شمع کا کام دے رہے ہیں اور کام پر پوری توجہ دینے کی تاکید کی۔

بیسٹر سے مولانا بدر ظلام تشریفت لے لئے اور دو روز کے فرق سے وہاں کے اسلامک سنٹر میں دعوت اسلامی سے ہی تعلق رکھتے والے موضوع پر تقریر کی، یہ توں تقریبی ایک وکر سے قریب اور معاہدہ کو مقدمہ کی تھیں لہذا ہمہاں وہ ایک ہی رسالہ کی نسلک میں شائع کی جا رہی ہیں ایشترنی اس رسالہ کو مقدمہ سے مقدمہ ترتیبی۔ آئین

محمد رابع حصہ تدوی

۱۹۷۳ء
۲۶ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

سکریٹری مجلس تحقیقات و تشریفات اسلام

ندروہ العلماء۔ لکھنؤ



امّت مُسْلِمَةَ كَا فَرْضٌ مُنْصَبٌ اور

اس کے انقلابی اثرات

الحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم

حضرات!

میں قرآن مجید کا ایک چھیر طالب علم ہوں، اور آپ سب جانتے ہیں کہ قرآن مجید روزانہ پڑھا جاتا ہے اور حسب توفیق بار بار اور زیادہ سے زیادہ پڑھا جاتا ہے، قاعدہ یہ ہے کہ جب آدمی کسی چیز کو حیرت سے دیکھتا ہے اور اس سے وہ منتجب ہوتا ہے تو اس کا یہ تجوب ہمیشہ قائم نہیں رہتا، وہ زائل یعنی ہو جاتا ہے، لیکن میں اپنا حال آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں (اور اسی سے میں نے یہ اپنی بات کہنے کا مصنون اختذلگیا ہے) کہ جب میں قرآن مجید میں سورہ انفال کی

یہ آیت کریمہ پڑھتا ہوں :-

إِلَّا تَعْلَمُونَ تَكُونُ فَتَنَةً فِي
 (توموتو) اگر تم یہ کام نہ کرو گے
 تو ملک میں فتنہ پر پا ہو جائے گا اور
 الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَيْدُ
 (سورۃ الاتقال - ۳۰) بڑا فساد پچھے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان مہاجرین اور انصار کو مخاطب فرمایا ہے، جو حشرت پر اسلام نہیں، جہاں تک ان مہاجرین کا تعلق ہے جو کوئی مکرمہ سے بھرت کر کے مدینہ طلبیہ آئے تھے وہ چند سو کی تعداد میں تھا، آپ جانتے ہیں کہ بھرت کوئی ہنسی کھیل نہیں ہے، بھرت میں آدمی کو گھر یا رچھوڑنا پڑتا ہے، اعزہ و اقرباء سے دور ہو ناپڑتا ہے اور ان سہولتوں کو خیر یاد کہتا پڑتا ہے، جو موروٹی اور مقامی طور پر اس کو حاصل ہوتی ہیں، ظاہر ہے کہ ان مہاجرین کی تعداد بھی وہ تھی، اور جن لوگوں نے مدینہ طلبیہ میں اسلام قبول کیا تھا، ان کی تعداد ایسی اس قتنے کے زیادہ تھی، حدیث کے مطابق سے معلوم ہوا کہ مدینہ طلبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے تین مرتبہ مسلمانوں کو شمار کیا گیا، پہلی مرتبہ شمار کرنے میں مسلمانوں کی تعداد پانچ تھی، دوسری مرتبہ پچھسو، ساتھ سو کے درمیان تھی، تیسرا مرتبہ شمار میں مسلمان ڈیڑھ ہزار تھے، اس تعداد پر مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکرداد کیا اور اطیبان کی سالش لی کر اب ہم ڈیڑھ ہزار ہو گئے ہیں، اب ہم کیا ڈر ہے؟ ہم نے تو وہ زمانہ دیکھا ہے جب ہم میں سے کوئی اکیلا نماز

پڑھنا تھا، پھر بھی دشمنوں کا ڈر لگا رہتا تھا۔

گویا یہ بھی بھرا نسلوں کی آبادی بھی جس نے اسلام قبول کیا تھا، اور جس نے اس کی ذمہ اری قبول کی تھی کہ اس کے چاروں طرف انسانی آبادی کا جو سردار پھیلایا ہوا ہے، اس میں وہ ہدایت و تبلیغ کا کام کرے گی اس کا آپ زندگی کر سکتے ہیں کہ ساری دنیا میں زیادہ تر وہ لوگ تھے جنہوں نے اسلام کا نام بھی تھیں جن کو (EMPIRE) کہنا چاہئے، وہ صرف اپیاء عرب ہی نہیں تھیں، اور ان کی جیشیت محض انتظامیہ اور حکومت ہی کی نہیں تھی ان کے ساتھ منتقل تہذیب تھی، منتقل تہذین، طرز زندگی اور معیار و اقدار (IDEALS & VALUES) تھے، تمدن دنیا کا اسی طراحت حس پر یہ دونوں شہنشاہیاں بلا واسطہ یا بالواسطہ قائم تھیں، وہیں سے وہ تہذیب لیتے تھے، وہیں سے فیشن اخذ کرتے تھے، وہیں سے قانون لیتے تھے، آپ کو معلوم ہے کہ (ROMAN LAW) دنیا میں کتنی وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، اور ایرانی تہذیب ہندوستان اور درود راز ملکوں تک پہنچ گئی تھی۔

حضرات! میں جب اس آیت پر پہنچا ہوں تو یہیتہ تصویر حیرت

بن کر رہ جانا ہوں سوچنے لگتا ہوں کہ یا اسلام کیس سے کہا جا رہا ہے کہ کہا جائیا،

لہ مسیح بخاری ح ۲ کتاب الجہاد باب کتابۃ الہام للناس۔

اور کہاں کہا جا رہا ہے ۶ یہ آخری سلم شماری جس میں مسلمان ڈیڑھ ہزار کلے ہیں
 نشر احیا حدیث اور حقیقین کی تحقیق میں جنگ احمد کے موقع پر ہوئی جو ۳۰۰ ہمیں
 پیش آئی اور عرض کے نزدیک جنگ خندق (جس کو غزوۃ الاحزان بھی کہا جاتا
 ہے) کے موقع پر ہوئی جو ۲۰ ہمیں پیش آئی اس طرح یہ حدت زیادہ سے زیادہ
 پانچ سال کی ہوتی ہے جس میں مسلمانوں کے شمار کرنے کا یہ کام ہوا اس طرح یہ زیادہ
 سے زیادہ ڈیڑھ دو ہزار مسلمان تھے جن سے کہا جا رہا ہے کہ تم اپنی بیشراہ زندگی
 کرو اور ایک نئی وحدت (UNIT) قائم کرو، جس کی اساس ایمان پر ہو، قرآن
 پر ہو، صحیح عقیدہ پر ہو اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرپرستی میں ہو۔
 یہ وحدت اس لئے قائم کرنے کے لئے کہا جا رہا ہے کہ تم اس وحدت کے
 ذریعہ دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچاؤ اور دنیا کو "جاہلیت" (من مانی آزادا اور
 نفس پرستی) کی زندگی سے نکال کر دنیا کو اسلام (خدا پرستی اور کامل خود سپردگی)
 کی دعوت دو، اگر تم نے ایسا ذکر کیا تو دنیا میں فتنہ کیری اور ضاد عظیم پر پایہ ہوگا۔
 میں اس موقع پر سوچتا ہوں کہ جن سے کہا جا رہا ہے اور جو اس آیت کے
 مخاطب ہیں ان میں اور ان پر جس کام کی اور دنیا کی جس آبادی کی ذمہ داری
 ڈالی جا رہی ہے، دونوں میں کیا تناسب تھا؟ لیکن فارسی میں ایک محاورہ ہے،
 اور یہ اس کو عربی میں بھی ادا کر دیا کرتے ہیں کہ "بقامت کہتوں بقیمت بہتر" یعنی
 قدر و قوامت کے حیات سے چھوٹا لیکن قیمت کے حیات سے کہیں بڑا اور بہتر،

میں نے اپنی عربی تقریر میں بھی اس کو اس طرح ادا کیا تھا کہ "العبدۃ بالقیمة لابالقامۃ" یہ اس جماعت سے کہا جا رہا ہے جو بقاۃت کہتر تھی لیکن بیانیت یہ تھا، اصل چیز جو فیصلہ کرن ہے وہ "قیمت" ہے "قامت" "انہیں" چنانچہ اس کہتر قامۃ اور یہ تر قیمتیتے اپنی انقلاب انگلیزی اور عہد آفرینی تابیت کردی، ایرانی سلطنت کا چراغ گل ہو گیا، صرف سلطنت کا نہیں ایرانی تہذیب کا ان کے معیاروں اور ان کی قدروں (IDEALS & VALUES) کا جو حقیقی طور پر حکومت کرتے اور زندگی کی تشکیل کرتے ہیں، جن کو عربی میں المشـل و البرقـم کہتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دور بیان زیادہ سے زیادہ خلافتِ راشدہ کے اختتام تک دنیا کا متعدد نزین حصہ جو تہذیب اور ترقی پر انسانوں کے لئے نمونہ اور معیار (IDEAL) کا درجہ رکھتا تھا، وہ بدلتا گیا تھا یا برآمد رہا تھا، معیار بدلتے تھے سوچنے کے طریقے بدلتے تھے، ایران اور روم کی ذہنی و فکری غلامی سے آزاد ہو رہے تھے، معیار ٹھہڑے اور ترقی یافتہ کھلانا، احترام اور وقت کی تکاہ سے دیکھا جانا، معیار نہیں رہا تھا، حکم خداوندی کی تعمیل اور ستیتِ نبویؐ کی پیروی اور عہد رسالت اور اس کے معنیت نمایندوں سے متابہت، تہذیب میں معاشرت میں رسوم و عادات میں اور بیاس و مظاہر میں تعریف اور قدر کی چیز سمجھی جانے لگی تھی، اس کی شالیں آپ کو بڑے بڑے دولتمندوں اور بیان افتخار لوگوں کی

زندگی میں تاریخ کی کتابوں میں ملیں گی۔ آپ کو معلوم ہے کہ زندگی کے آلات وسائل تو بدلتے رہتے ہیں، تمدن کی شکلیں بدلتا رہتا ہیں، لیکن ذلت و عزت کے پیامتے علم و جہالت کے معیار اور علامتیں بہت دیراً و بہت مشکل سے بدلتی ہیں، اس میں بعض اوقات صدیاں لگ جاتی ہیں، اگر آپ تہذیب انسانی کی تاریخ پڑھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ بعض پیامتے صدیوں تک حکومت کرتے رہے، لیکن یہاں سوچنے کے طریقے بدل گئے، کتنا تو الگ چیز ہے، کرنے میں تو بہت جلد تغیر آ جاتا ہے، لیکن سوچنے کا طریقہ بہت بڑی طاقت ہے، اور وہی زندگی پر حکما نی کرتا ہے، ہم بھی بہت سے اسلامی مالک میں دیکھتے ہیں کہ مغربی اقتدار و تہذیب کے اثر کے پیامتے ہمیں بدل پیامتوں میں نانپے والی چیزوں بدل گئیں، عزت و نشرافت، خوش نصیبی و نبیضی، علم و جہالت، ترقی و پیمانہ دلگی کے وہی معیار ہیں جو باہر کی حکومت کرنے والی قوموں اور تہذیبوں نے عطا کئے ہیں۔

اب آپ ان خلقائق کی روشنی میں دیکھئے کہ کس پر اور کس وقت ساری دنیا میں انقلاب لاتے کی اور اس کو خدا پرستی، خدا ترسی، انسان دوستی، ایثار و قربانی اور ہدایت ربیانی کے راستہ پر چلئے اور چلاتے کی عالمگیر ذمہ داری ڈالی جا رہی ہے اور اس ذمہ داری کے او اکرنے اور اس کے سلسلہ میں کامیابی میں حاصل کرنے میں اس "یناقامت کہتر و قیمت بہتر" جماعت کو لکھتی بڑی کامیابی

حاصل ہوئی، اس کے لئے آپ جھٹی صدی عیسوی کے بعد کی مختلف زیالوں (اور خاص طور پر انگریزی) میں لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ فرمائیے۔

حضرات! میں آپ کو مبارکبا دیتا ہوں کہ آپ نے اس مرکز (ISLAMIC FOUNDATION) کے قیام کے لئے صحیح جگہ کا انتخاب کیا، آپ بیہاں مغربی نہذب کے سینہ پر بڑھ گئے، اگر بیہاں سے یا کسی بڑے مغربی ملک یا مغربی نہذب کے بڑے مرکز سے انقلاب شروع ہوا تو وہ طاقت میں اور گھر اُن میں، وسعت میں بھی اور حجم میں بھی، قابلِ ساخت ہو گا، خدا کرے وہ دن آئے کہ ان ملکوں میں بھی لوگوں میں حق کی طلب اور اپنی زندگی کے خلا کا احساس پیدا ہو، اور کہیں کہ آپ ہم کو اس تاریکی کی زندگی نفس پرستی کی زندگی، اور کوتاه نظری کی زندگی سے نکالئے، بیہاں پر یہ نکتہ یاد رہے کہ قرآن مجید میں تاریکی کے لئے اکثر صحیح کا صیغہ "ظلمات" آتا ہے اور روشنی کے لئے واحد کا صیغہ "الشُّور" آتا ہے۔ **جُنُودُ الظُّلْمَاتِ إِلَى الشُّورِ**، غیرہ وغیرہ، اس سے معلوم ہوا کہ ظلمتیں یہ شمار ہیں اور نور ایک ہے، وہ کہیں کہیں یہ دولت آپ ہی کے بیہاں سے مل سکتی ہے۔ اور یہ بات جب ہی حاصل ہوگی جب آپ کی زندگی اور اخلاق میں

لہ اس مسلسل میں بغیر کسی تواضع کے خاکسار اپنی دو کتابوں کا حوالہ دیتا ہے جن میں اس موضوع پر خاص احوال دی جمع کر دیا گیا ہے انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر (ISLAM & THE WORLD) دوسری "تیارِ رحمت" (MOHAMMAD RASULULLAH)

شان انتیازی ہوگی، میں نے ایک واقع آسکفورد کی جامع مسجد میں ایک بڑے
جمع میں سایا تھا، آپ کو بھی شادوں کہ اس میں ہر مرتبہ ایک نئی لذت محسوس
ہوتی ہے وہ یہ کہ حضرت ید احمد شہید نے پیشا و رفت کیا اور کئی ہفتگی گزر گئے
فوج مجاہدین وہاں پڑی ہوئی تھی، تو ایک پیٹھان نے ایک ہندوستانی کا ہاتھ پکڑا
اور کہا کہ میاں ایک بات تم سے پوچھتا ہوں، ٹھیک ٹھیک بتانا، اس نے کہا کہ کہے،
اس نے کہا کہ کیا تم ہندوستانیوں کی دور کی نگاہ مزدود ہوتی ہے، تم دور کی چیز
نہیں دیکھ سکتے؟ فوج مجاہدین کے اس پیٹھی نے کہا نہیں ہم خوب دیکھتے ہیں
اور دیکھ رہے ہیں کہے تو آپ کو بتا دیں کہ ہمارے سامنے وہ دور کی چیز کیا ہے؟
اس نے کہا نہیں کوئی بات ضرور پڑے، ہندوستانیوں کی دور کی نگاہ قطری طور پر
مزدود ہوتی ہے، ہندوستانی نے کہا اگر آپ یہ بتائیے کہ آپ کو اس کے پوچھنے کی
ضرورت کیا پیش آئی؟ وہاں کے پیٹھان باشندہ نے کہا کہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ
کئی ہفتہ سے آپ کی فوج یہاں پڑی ہوئی ہے اور آپ میں سے بعض کئی کمی مہینے
سے او بعض کئی کمی سال سے اپنا گھر چھپڑے ہوئے ہیں، شادی شدہ ہیں یا شادی
کا غرہ ہے لیکن ہم نے آپ میں سے کسی کوئی ناختم کی طرف نظر انھا کو دیکھنے ہوئے ہیں
دیکھا تو ہم نے کہا کہ ایک ہو دو ہوں تو ہو سکتا ہے لیکن سب کیوں نہیں دیکھنے؟
اوہ حیرانی ہے ادھر ہر ہیں کسی کو بد نگاہی کرنے ہوئے نہیں دیکھتے۔
اس ہندوستانی نے جواب دیا کہ احمد لشڑیم سب کی نظر یا تکلیف ٹھیک ہے، اگر

وَقُرْآنُ کی تعلیم ہے :-

قُل لِّلّٰهِ مُوْمِنِينَ يَعْصُمُوا مِنْ
اَبْصَارِهِمْ وَيَعْصُمُهُمْ
نَبِيٌّ رَّحِيمٌ اور اپنی نشر مکاہوں کی
فُرُودُهُمْ (سورۃ النور۔ ۳۰) حفاظت کریں۔

پھر یہ ہمارے امام کی تربیت کا بھی نتیجہ ہے۔

اس خصوصیت کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے کہ :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لے ایمان والو اگر تم اشتر کے
إِنْ تَتَّقُوا إِلَهًا يَعْلَمُ شَكْرُ
معاملہ میں تقویٰ و اختیاٹ کا عمل
اَخْتِيَارُكُوْنَگے تو اشتر تعالیٰ تمھارے
فُرُودَ قَانِاً۔

(سورۃ الانفال۔ ۲۹) اندر ایک نیا ایک پیدا کر دے گا۔

اگر آپ نے اس ملک میں رہنے ہوئے زندگی کا ایک نیا مادل (MODEL)

ایک نیا سانچہ اور ایک نیا نوتہ پیش کیا، جس میں بہاں کی زندگی، طرز معاشرت،
نفس پرستی اور دولت پرستی اور ہر قسم کی آزادی سے انتیاز ظاہر ہوا، تو لوگوں کے
اندر اسلام کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو گا، وہ آپ کے بہاں آئیں گے اور ہم گے کہ
ہمیں کوئی کتاب دیجیے جس سے ہم صحیحیں کر اس انقلاب کا سرحد پہ کہاں ہے؟

کہاں سے یہ تبدیلی آئی اور آپ میں انتیاز پیدا ہوا؟

میں آپ کا بہت شکر گز اہوں کہ آپ نے میری حفیز ذات اور میرے

حصہ

رفقاء کا اعزاز کیا، خاص طور پر ڈاکٹر خورشید احمد صاحب اور مناظر احسن صاحب اور سب حضرات اور اس ادارہ کے ذمہ داروں کا کہ آپ نے ہمارے ساتھ برا درانہ ہی نہیں کریا تھا اور قیامت سلوک کیا، اشتباہ کر تعالیٰ توفیق دے کر یہ مرکز زیادہ سے زیادہ ہدایت اور نفع کا سرچشمہ ہے، اشرف وہ دن ہمچ کھائے کر جیسے پہلے اس ملک سے دنیا پرستی اور نفس پرستی اور مادیت کی ہوا چلی تھی، احاد اور لادینیت کا رجحان پیدا ہوا اتنا ویسے ہی بہاں سے اب ایمان کی، اخلاق کی، انسانیت اور نشرافت کی اور ہدایت کی ہوا چلے۔

آخر میں اقبال کے ان چند اشعار پر اس خطاب کو ختم کرتا ہوں جو اس مقام و ماحولِ عہد و زمانہ، اور مسلمانوں کے مقام پر بیعام سے کمی خاص مناسبت رکھتے ہیں ۵

ناموں ازل را تو ایسی تو ایسی
دارائے جہاں را تو باری تو بیمنی
اے بیندہ خاکی تو زمانی تو زینی
صہبیک یقین دکش وا زدیر گل خیز
از خواب گراں خواب گراں خواب گراں خیز
از خواب گراں خیز

فرازاد فرنگ دلاؤ بیزی افرنگ فرازاد شیر شیعی و پرویزی افرنگ
عالم ہمہ دیرانہ رچنگیزی افرنگ معابر حرم ایا زیر تغیر جہاں خیز
از خواب گراں خواب گراں خواب گراں خیز
از خواب گراں خیز



عیر اسلامی تہذیب اقتدار کے مرکزوں میں قائم مسلمانوں کی ذمہ داریاں

یز رگو! ایک ایسے ملک میں جس میں اسلام ایک حکوماتی مذہب کی حیثیت رکھتا ہوا اور مغربی اقتدار اور عیر اسلامی طرز معاشرت کی یا لادینی ہوا اور جس میں ذاتی منافع اور سیاسی و جماعتی فائدوں ہی کو سب کچھ سمجھا جاتا ہوا اور لذت کو ایک فلسفہ کی شکل دیدی گئی ہو جس میں نام ترا عمال و اخلاق اور کاوشوں کا محور اسی کو سمجھا جاتے لگتا ہوا، ایسے ملک میں مسلمانوں کی (جیب کروہ وہاں افیلت میں ہوں) بہت ہی نا رک ذمہ داری ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ ان میں عیر متزلزل ایمان ہو، جو اُن کو اقتدار کردا ہو، وہ پوری حکمتِ علی سے کام لیں، پھر ان میں اس پیغام و دعوت پر پورا اعتماد ہو جس سے اللہ نے اُن کو مُشرفت فرمایا ہے، یہ سمجھیں کہ اُن کے لئے ضروری ہے کہ اُن کا ایک بلند معیار ہو اور وہ احساس کتری کا شکار ہونے پائیں، اگر وہ اس بلند معیار پر تھوڑے تو وہ اپنی ذات کو

اور اپنی قوم کو خمارت کی نگاہ سے اور زمری تہذیب کے مقلدؤں اور اس کے خونش پیشوں کی حیثیت سے دیکھیں گے، اس صورت میں وہ کوئی مؤثر اور اہم کردار ادا نہیں کر سکتے جو لوگوں کی توجہ کو مرکوز کر سکے اور کچھ تبدیلی عمل میں لاسکے۔

میں آپ کے سامنے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جس سے آپ کے سامنے بات بالکل واضح ہو جائے گی، اور ایک ایسے عبور مسلمان کا کردار بھی آپ کے سامنے آئے گا جس کو اپنی دعوت اور پیغام پر پورا اعتماد تھا اور یہ ظاہری شان و شوکت اور دل فریب مناظر اس کی نظر میں ٹھیکروں سے زیادہ و قوت نہ رکھتے تھے اور ظاہری عیش و عشرت پر جیتنے والوں اور جاہلی زندگی گزارنے والوں پر اس کو ترس آتا تھا، یہ تاریخِ اسلام کے قرن اول کا واقعہ ہے، اس کو میں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں، اس میں عیرت و ضیحت بھی ہے اور یہ ہمارے لئے ب حق آموز بھی ہے۔

ایرانی افواج کا سب سے بڑا قائد جس کو ستم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جس کو اپنے دبیر اور شان و شوکت میں شہنشاہ ایران کے قریب ہی سمجھا جاتا تھا، اس نے شکرِ اسلام کے قائد حضرت سعد بن ابی وفا صحنی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کر کسی ایسے آدمی کو بھیج دیا جائے جو اس مقصد کی وضاحت کرے جو عرب کے صحرا نشینوں اور بدؤں کو ان متین ملکوں نک لے آیا جو بھی تہذیب و تمدن اور سکری قوت میں نقطہ عرض پر ہیں اور ملک عرب کو ان سے

کوئی نسبت نہیں۔

اب عورت کیجئے گر وہ آدمی جو تخت سیادت و قیادت پر بیٹھا ہوا ہے، اور ایک بڑے رقبہ پر اس کی حکومت ہے، اُس کا عرویوں کے بارہ میں کیا ناٹر ہو گا جو خیموں اور کچھ مکانات میں بود و باش رکھتے ہیں، اور جن کا گزارہ کھجور اور اونٹ کے گوشت پر نہما، وہ کس لایپواہی اور حفارت کی نگاہ سے عرویوں کی طرف دیکھتا ہو گا، اس نے کہلوایا کہ کوئی ایسا آدمی بھیج دیا جائے جو اس مقصود مخصوص کات کی نوجوانی کر دے جو ان کو بیان لا لائے ہیں۔

یہ اسلام کا مُجزہ ہے کہ اس نے تمام عرویوں کو فکر و عقیدہ و ایمان باللہ اور مقصود اسلام پر ناز و خیر کے ایک بلند اور بیالامیار پر پہنچا دیا تھا، حضرت سعد بن ابی و قاصدؓ نے حضرت رَبِيْعَ بْنَ عَامِرَ کا انتخاب فرمایا یہ حضرت رَبِيْعَ بْنَ عَامِرَؓ جن سے اکثر علماء نے تایخ و میرزا واقفہ ہیں، ان کو لشکرِ اسلامی میں کوئی شان امتیازی بھی حاصل نہ تھی، میں آپ کے سامنے قصہ کوئی افسانہ کے طور پر نہیں بیان کر رہا ہوں کہ جس میں صرف وفتی مرد ہے یا قومی خزو عنزت کا سامان ہے، میں اس لئے آپ کے سامنے اس قصہ کا ذکر کر رہا ہوں تاکہ آپ اس طاقتور

ایمان و اعتماد کا جس نے اپنی لشکروں کے قائدِ عام رستم کے سامنے اس

جرأتمندانہ اور آزادانہ لگانگو پر آمادہ کیا، کچھ اندازہ کر سکیں اور مؤمن کے

کوئی کردار، جرأت و عنزہ اور ایمانی قوت کا، مغربی تہذیبی ترقی، اقتدار و غلبہ کے

بارہ میں اپنے وقت اور کردار سے موافق کر سکیں، یہاں ہمارا پتہ آپ کے ساتھ اپنے پیغام کے ساتھ اور اپنی ذمہ داریوں کے ساتھ کیا معاملہ ہے اور مخفی تہذیب جو یہاں رائج ہے اور جس کو اس وقت معاصر دنیا میں سیادت و قیادت کا مقام حاصل ہے اس کی طرف ہم کس نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

حضرت رحمی بن عاصم رضیم کے دربار میں تشریف لائے ان کے باس میں پیوند لگے ہوئے تھے، معمولی سنت لوار اور ڈھال ان کے ساتھ تھی، ایک معمولی اور سپت قد فو قامت گھوڑے پر وار تھا اسی حال میں قالینوں کو روند تھے ہوئے تشریف لائے پھر گھوڑے سے اترے وہی کسی نکیہ سے اس کو باندھ دیا اور رضیم کی طرف بڑھنے لگے، ہتھیار ان کے ساتھ تھا، زرہ میں بلبوس تھا، اور سر پر خود تھا، خدم حشم اس پر مُعرض ہوئے اور کھن لگے ہتھیار اناردو، حضرت رحمی بن عاصم نے فرمایا، میں خود تھا لے پاس ہمیں آیا، تھا رای دعوت پر آیا ہوں، اگر اسی حال میں جانے دیتے ہو تو طبیک ہے، ورنہ میں والیں جاتا ہوں، رضیم نے کہا کہ آنے دو، حضرت رحمی اپنے نیزہ کو ان رشی میں قالینوں پر ملکیت ہوئے آگے بڑھتے تھتے کہ ان میں اکثر قالین پھیٹ گئے۔

رحمی رضیم کے پاس پہنچے، رضیم نے پوچھا کہ عرب کس مقصد سے یہاں آئے ہیں؟ انہوں نے پوئے ایمان ولیفین کے ساتھ جو ان کے رگ و ریشہ میں سراہی کر چکا تھا، اور بھرپور اعتماد کے ساتھ جس نے ان کے اعصاب کو مصبوط بنا دیا تھا،

اس لئے کہ ان کی پشت پر جو چیز کار فرما تھی وہ آسمانی کتاب بخی بیوتوں صادقہ کی بخی، عین مترزل اور سختہ عقیدہ تھا، ملند ہمہت بخی اور تیرہ بہدف نگاہ بخی، انہوں نے فرمایا: ہم کو والٹر نے اس لئے بھیجا ہے تاکہ ہم ان لوگوں کو جن کو والٹر چاہیے بندوں کی غلامی سے نکال کر خداۓ واحد کی غلامی میں لے آئیں دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا کی وسعت میں لائیں اور زادہ ہب کے جو روتمن سے نکال کر اسلام کا عدل و انصاف عطا کریں۔“

بزرگ اور دوستوں اسلام کے پیغام و دعوت اور اس کے بنیادی مقصد کے بارہ میں حضرت ربعی نے جو فرمایا اس پر کامل لفظین کے ساتھ اور جو انہوں نے لوگوں کو والٹر کی بندگی کی طرف لاتے اور دوسرا سے تراہب کے جو روتمن سے نکال کر اسلام کے عدل و انصاف کی راہ دکھانے کا ذکر فرمایا اس پر کوئی عجیبت و استحباب نہیں ہوتا کہ ان کے عقیدہ اور لفظین کی بات بخی، لیکن مجھے اُن کے اس جملہ پر ٹرپی جبرت و استحباب ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ ہمیں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ ”دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا کی وسعت کی طرف لائیں“ اگر دنیا کی تنگی سے نکال کر آخرت کی وسعت میں لانے کا ذکر فرماتے تو مجھے ادنیٰ تحریک نہ ہوتا، اس لئے کہ یہ تو ایسی حقیقت ہے جس پر ہر مسلمان اور صاحب ایمان لفظین رکھتا ہے، اور حضرت ربعی کا واقعہ تو قرن اول کا ہے، میں اُن کے اس جملہ پر عرق جبرت ہو جاتا ہوں کہ ہم تم کو

دینی کی تنگی سے نکال کر دنیا کی وسعتوں میں لانا چاہتے ہیں، گویا کہ وہ فرمائیں ہیں کہ ہم نے اپنے اوپر ترس کھا کر اور ان ملکوں کے عیش و عشرت کی طبع میں اپنے وطن کو نزک نہیں کیا، ہم تو بہاں تم پر ترس کھا کر آئے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ تم کو ننگ و تاریک قید خانے سے آزاد کریں جسیں میں تم اس پرندہ کی طرح زندگی گزار رہے ہو جس کو کسی طرف یا نفس میں بند کر دیا جاتا ہے اور دانت اور پانی اسی کے اندر دے دیا جاتا ہے، اس لئے کہ تم اپنی عادتوں اور ضرورتوں کے غلام ہو، خواہشاتِ نفس کے غلام ہو، مر و جہ فیتنوں سے پچھا نہیں چھپڑا سکتے، تمھارے لئے تھا ایک لمبے گزارنا مشکل ہے، تم اپنی مرضی کے مطابق کوئی کام نہیں کر سکتے، تم کو قدم قدم پر خادموں اور معاولوں کی صریح صورت ہے، پہرہ داروں اور چوکیداروں کی صریح صورت ہے، کوئی کام بھی تم لیجیری مددگار کے انعام نہیں دے سکتے۔

مارکھی شواہد موجود ہیں کہ حب شاہ ایران یزد گرد اپنی مملکت سے فرار ہوا تو درمیانِ سفر اس کو پیاس لگی، ایک گھر میں داخل ہوا، اس کو ایک محوی رو زمرہ کے استعمال کے گلاس میں پانی دیا گیا تو اس نے کہا کہ میں اس گلاس میں پانی نہیں پی سکتا، اس لئے کہ وہ تو سونے اور چاندی کے گلاس میں پانی پینے کا عادی تھا، ایرانیوں کا تو یہ حال تھا کہ اگر ان میں کوئی بڑا آدمی ایک لاکھ درہم سے کم کا تاج پہنتا یا اس کے پاس عالی شان محل اور

اس کے لوازمات حوصلہ و فوارہ اور باغات تھے تو اس کو خفارت کی نظر سے دیکھا جاتا۔

گویا کہ حضرت ربعی یہ فرمایا ہے میں کہ تم تو اپنے خادموں کے خادم اور غلاموں کے غلام ہو اس لئے کہ ان سے زیادہ تم ان کے محتاج ہو، ہماری آزادی ہے کہ تمہیں اس تنگ و تاریک قید خانہ سے نکال کر وسعت و آزادی کی فضائیں لائیں، ہم یہاں اپنی صریح صورت سے نہیں آئے، ہم نے تو پیدا کر دیا اس کا سفر تھاری صریح صورت کے پیش نظر کیا ہے، ہمارے لئے اپنے وطن میں کوئی تنگی نہیں وہ صحراء تو بڑا کشادہ اور وسیع ہے، ہم کو تو تھاری اس غیر قدری اور عجیب طبعی میثمت پر لے چلیا ہے، جس میں تم مست ہو، یہی لے چلیا ہیں یہاں لائی ہے، ہم لوگ خواہشات پر چلتے والے نہیں ہیں، ہم خاص پوشاک اور راتب کے غلام نہیں ہیں اور نہ خادموں اور غاثیہ برداروں کے محتاج ہیں، ہم صحراء میں آزادی کی زندگی گزارنے والے ہیں، جو میسر آتا ہے کھلتے ہیں اور نہ کرنے ہیں، ہم کو تو اسٹرلنے اس لئے بھیجا ہے کہ جس کو وہ چیز ہے اس کو ہم لوگوں کی غلامی سے نکال کر ایک اللہ کی غلامی میں لے آئیں دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا کی وسعت عطا کریں، اور مذاہب کے بخوبی سے آزاد کر کے اسلام کے عدل و انصاف سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیں، تم مذاہب کے ظلم و ستم کا نشانہ بننے ہوئے ہو جس کے میتوں میں مصیتوں میں گرفتار ہو چکے ہوئے ہوں گے

ذلت و خواری تھا رامقدّر بینا ہوئی ہے، اور حقیقی سکون و راحت تم کو نصیب ہوئی ہے۔

میرے بھائیو اور دوستوں میں طالت دینا ہمیں چاہتا، آپ کی بھی ذمہ داریاں اور مشغولیتیں ہیں، میں آپ سے محضرا کہتا ہوں، آپ یہاں آزادانہ، مؤثر اور بنیادی کردار ادا کریں، آپ کی زندگی مثالی زندگی ہو، جو لوگوں کی نگاہیں پھیر دے اور توجہ مرکوز کر دے، ذہنوں میں الیسے سوالات پیدا ہوں جو موازنہ کرنے پر مجبور کریں، اور اسلام کے متعلق صیحی معلومات حاصل کرنے کا داعیہ پیدا ہو، اگر آپ نے بھی مغربی طرز معاشرت اختیار کر لیا، آپ انہی کے مقلد بن گئے، اور اپنے بلند معیار سے اپنے کو صحیح کر لیا تو آپ میں اور یہاں کے مغربی یا شندوں میں کوئی امتیاز باقی نہیں رہ سکتا اور نہ ان میں معلومات کا شوق اور غور و فکر کا جذبہ پیدا ہو سکتا ہے، اور نہ آپ کا احترام ان کے دل میں آسکتا ہے، چجائیکہ وہ آپ کو قابلِ تقیید و نمونہ سمجھیں۔

لیکن جب آپ ان کے سامنے ایک ناماؤں طریقہ زندگی پیش کریں گے تو اس سے ان کے اندر ایک حصہ پیدا ہوگی، اور وہ آپ سے پوچھنے پر مجبور ہوں گے کہ یہ طریقہ زندگی آپ نے کہاں سے اخذ کیا اور یہ میتد و بالا اقدار اور اخلاقی فاصلہ آپ نے کس سے سکھے، ان میں انتیاق پیدا ہو گا کہ

اُن کو آپ ایسا لطیح پر دیں جس سے وہ اسلام سے متعلق متنبر معلومات حاصل کریں، اور آپ اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبیہ سے روشناس کرائیں اور اُن کو وہ راستہ دکھائیں جس پر چل کر آپ کے اندر یہ قدریں پیدا ہوئیں اور یہ بلند کردہ آپ کو حاصل ہوا، اس وقت وہ آپ کو احترام و عقیدت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

مسلمان بھائیو اور بیان کے باشندوں کا زنا وہ بیان کے نشیل ہوں یا کچھ مدت کے لئے آئے ہوئے ہوں) ایسا نونہ زندگی پیش کیجئے جو ان میں اسلام کے مطالعہ کا شوق پیدا کر دے اور اس راستہ کو جانتے کا اشتیاق پیدا کر دے جس پر چل کر یہ طرز زندگی اور طریقہ فکر ہم کو عطا ہوا، یہی تہبا وہ انقلاب انگیز راستہ ہے جس پر چل کر آپ ان عین اسلامی ملکوں میں مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں، اگر آپ ان ہی کے رنگ میں رنگ گئے اور وہی طریقہ زندگی اختیار کریا، (خواہ یہ احساس کمتری اور تقاضی کا جذبہ عالمِ عربی میں ہو یا ہندوستان یا افریقیہ کے کسی حصہ میں یا دنیا کے کسی بھی ملک میں) آپ ہرگز ان پر اتر انداز نہیں ہو سکتے اور کوئی تبدیلی عمل میں نہیں لاسکتے خواہ نتوں ایسا سے زیادہ مدت تک وہاں قیام اور زندگی گزارنے کا موقع ملتے۔

آخریں آپ حضرات کاشگریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے سکون
واطمینان کے ساتھ تفسیریں اور اگر مجھ سے کوئی زیادتی ہوئی ہو تو
معذرت خواہ ہوں۔

